محمد شکیل اشرف

ڈاکٹر محمد اقبالؒ

ایک شاعر فلسفی

اقبال کے بارے میں اتنا کچھ لکھا جاچکا ہے کہ اس میں گل وبوٹے کھلانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اقبال نے فارسی زبان وادب کے حوالے سے جوبھی کام کیا ہے وہ اپنی جگہ دائمی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن وہ فلسفیانہ افکار وخیالات جو فارسی شاعری میں انہوں نے ادا کئے ہیں اپنی جگہ مسلم ہے۔ گر چہ شعر وفلسفہ کو ایک دوسرے میں خلط ملط کرنا کوئی آسان کام نہیں اسکے باوجود اقبال نے زمانے سے اپنی حیثیت جہاں بطور شاعر منوالی ہے وہیں بطور فلسفی کے بھی جانے جاتے ہیں۔ ویسے ایرانی شعراو ناقدین نے انہیں بطور فلسفی شاعر ماننے سے انکار کردیا ہے۔ انکے نزدیک اقبال فلسفی تھے شاعر نہیں تھے۔

کچھ شاعروں کا فلسفیانہ رجحان ہوتا ہے لیکن انکی شاعری انکے فلسفے کے سیلاب کو نہیں تھام سکتی بعض لوگ علم فلسفہ سے مزیّن ہوکر شاعری کو لفظوں کا کھیل بنادیتے ہیں اور بعض شعرا لطیف زبان کے استعمال کا خیال رکھتے ہوئے اس مقام پر پہونچ جاتے ہیں جہاں انکے مطابق گر چہ فلسفیانہ خیال استعمال ہو چکے ہوتے ہیں۔ لیکن ان میں فلسفہ مطلق نہیں ہوتا۔ انکے کلام

میں معنی آفرینی ہوتی صرف ہنگامی جذبات اورتاثیرات کا اظہار ہوتا ہے۔

اگر ہم اقبال کے فارسی کلام کا جائزہ لیں تو ہمیں ان میں معنی اور بیان دونوں کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ ساتھ ہی انکے فلسفیانہ خیالات انکے کلام کو حسن دوام بخشتا ہے۔ انکی شاعری میں فکر انگیزی، لطف بیانی اور معنی آفرینی موجزن ہے۔ یعنی شاعری صرف لفظوں کا کھیل نہیں ہے۔ شاعری میں اقبال نے جن خیالات کو ادا کیا ہے۔ ایک زمانہ بیتنے کے باوجود اسکی شگفتگی، نشاط انگیزی اور معنی آفرینی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ان کا دماغ نور کا پٹارہ تھا۔ خیالات میں جدّت، اظہار خیال میں لذّت، لطیف ظرافت، فکرِ اخلاق، علمِ عرفان کا سرچشمہ یا منبع معلوم ہوتا ہے۔ ان کا کلام زندگی اور لوازماتِ زندگی۔ عالم گیریت اور رواداری کے اصول پیش کرتا ہے۔ اقبال کے ان اشعار کو دیکھئے۔

نہ تخت وتاج میں نہ لشکر وسپاہ میں ہے

جو بات مردِ قلندر کی بارگاہ میں ہے

✿✿✿

خیر وخوبی برخواص آمد حرام

دیدۂ صدق وصفا اندر عوام

اقبال کی فکرِ روشن کے بہت سے پہلو ہیں اور ان پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اور بہت کچھ لکھا جائے گا۔ لیکن موجودہ زمانے کی رَوِش کو دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا سب سے اہم پہلو اس کی انسانیت اور انسان دوستی ہے اور اسی پر سب سے زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے اقبال اس بارے میں نہ صرف اسلام کی تعلیم کی علَم برداری کرتا ہے بلکہ انسانی ضمیر کا ترجمان بھی ہے۔ اقبال کی شاعری اور فلسفے کا ایک مرکزی خیال یہ ہے کہ قوم، نسل، رنگ ذات پات اور ملک

کے تصور نے انسانوں کے درمیان مخالفت کی دیواریں کھڑی کر کے زندگی کے حسین نقشے کو بگاڑ دیا ہے۔

جہاں رازِ یک آب وگلِ آفریدم | تو ایران وتاتار وزنگ آفریدی
من از خاکِ فولاد ناب آفریدم | تو شمشیر و تیر وتفنگ آفریدی

تبر ساختی نہالِ چمن را
قفص ساختی طائرِ نغمہ زن را

اقبال کے کلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ انہوں نے شاعری میں رازِ حیات، اسرار کائنات، ذہن و دل کی کشمکش، قوت عمل اور عشق حقیقی کو بطور خاص برتا ہے۔ ان کا فلسفہ زندگی اور راز حیات اگر دیکھنا ہے تو ان کی نظم کرم کِتابی دیکھئے:

شنیدم شبی در کتبخانۂ من | بہ پروانہ می گفت کرمِ کتابی
بہ اوراق سینا نشیمن گرفتم | بسی دیدم از نسخہ، فاریابی
نہ فہمیدم این حقیقتِ زندگی را | ہمہ آن تیرہ روزم زبی آفتابی
نیکو گفت پروانۂ نیم سوزی | کہ این نکتہ را در کتابی نیابی

تپش می کند زندہ تر زندگی را
تپش می دھد بال وپر زندگی را